بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وما جعلنا القبلة التي كنت عليها إلا لنعلم من يتبع الرسول

اور (اے محبوب!) تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے (بقرہ: ۱۴۳)

وکونوا مع الصادقین

اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ

قبلہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔ اے، پی۔ ایچ۔ ڈی

بین الاقوامی سلسلۂ اشاعت نمبر

۷

ادارۂ مسعودیہ، ۵۔۶/۲۔ ای، ناظم آباد۔ کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریۂ پاکستان، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء

DESIGNED & PROCESSED BY : AL-HADI PH : 652919

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ ۔ (سورۂ بقرہ ۱۴۳)

تم پہلے جس قبلے پر تھے ہم نے وہ اسی لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے

قبلہ

([illegible])

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم ۔ اے ، پی ۔ ایچ ۔ ڈی

بین الاقوامی سلسلہ نمبر ۷

ادارہ مسعودیہ ۵/۶ ۔ ای ، ناظم آباد کراچی (سندھ)

اسلامی جمہوریہ پاکستان

۱۴۱۶ھ / ۱۹۹۶ء

Marfat.com

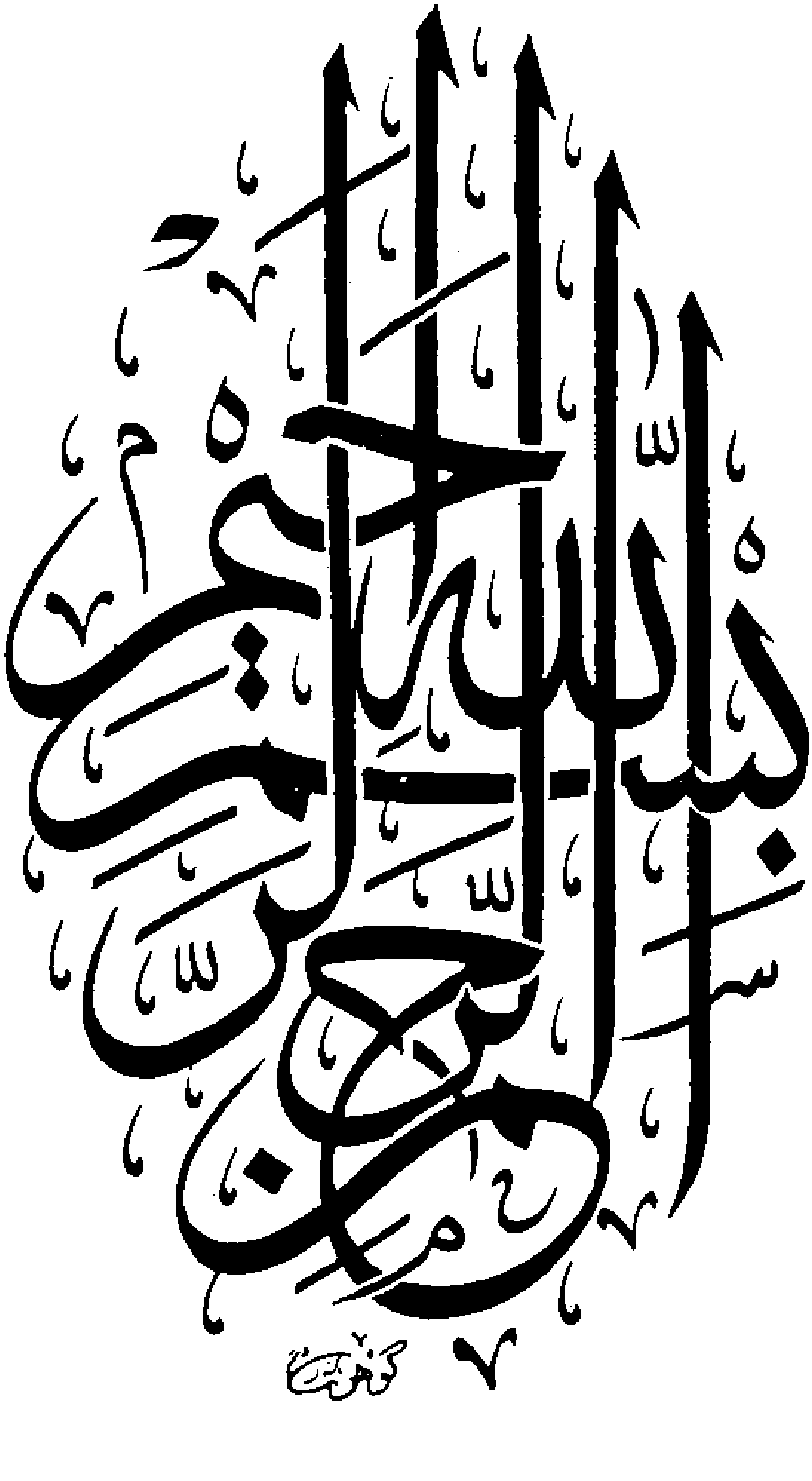

Marfat.com

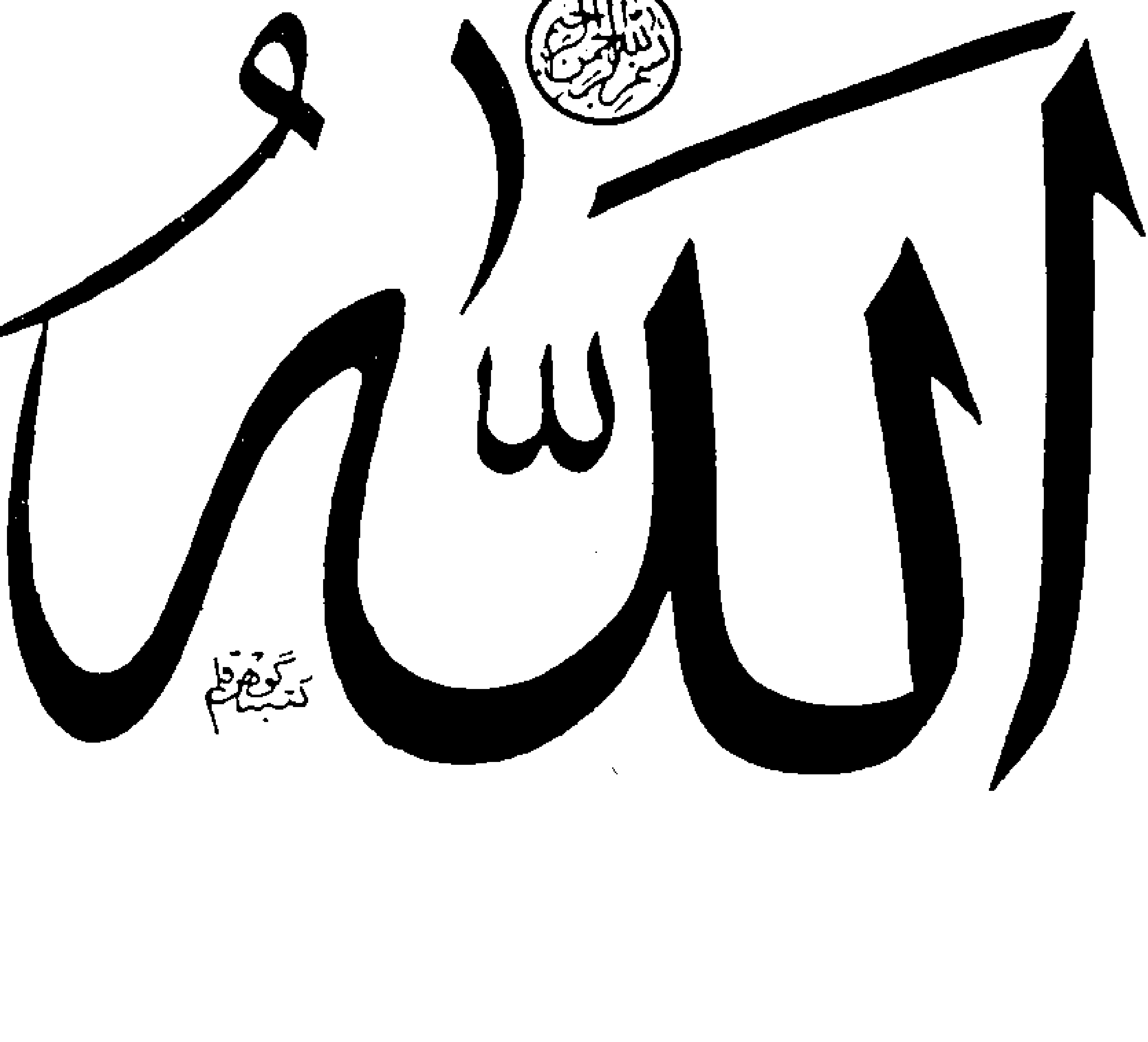

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

انسان جس سے محبت کرتا ہے، دل اسی کی طرف کھنچتا ہے، ایک فارسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

دارم دلکے قبلہ نما می خوانمش رُو سوئے اُو می کند ہر چند کہ می گردانمش

(میرا ایک چھوٹا سا دل ہے جس کو میں "قبلہ نما" کہتا ہوں، میں کتنا ہی اس کو گھماؤں پھراؤں مگر وہ تو رُخ اُسی کی طرف کرتا ہے۔)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس پہ حاضر ہونے والوں کا یہی حال ہے۔ اور یہ حال کیوں نہ ہو، اللہ اور اس کے فرشتے بھی آپ کی طرف متوجہ ہیں، رحمتیں بھیج رہے ہیں ہم کو بھی یہی حکم ہے کہ آپ کی طرف متوجہ رہیں، صفت و ثنا کریں اور درود و سلام بھیجیں، محبت کا حق ادا کریں ——— یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ (احزاب : ۵۶)

ہاں درِ کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) پہ حاضر ہونے والے ہزار آرزوؤں اور تمناؤں کے بعد پہنچتے ہیں ——— کچھ اسی آرزو میں تڑپ رہے ہیں ——— بہت سے اسی آرزو میں مر گئے ——— نہیں نہیں زندہ ہو گئے ؎

قسمت نگر کہ کشتۂ شمشیر عشق یافت
مرگے کہ زندگاں بدعا آرزو کنند

مگر جو پہنچ گئے، اُن کی بیقراریاں اور آہ و زاریاں شنیدنی و دیدنی ہیں ——— دل سنبھالے ہوئے، آنسوؤں پہ بند باندھے ہوئے، آرزوؤں پہ پہرے بٹھائے ہوئے، باادب ہاتھ باندھے کھڑے ہیں ع

ادب گاہیست زیرِ آسماں از عرش نازک تر!

Marfat.com

مگر ہاتھ باندھنے نہیں دیتے ـــــــــ دعا کے لیے ہاتھ اُٹھاتے ہیں، ہاتھ اٹھانے نہیں دیتے ـــــــــ قبلہ کی طرف رُخ پھیر دیتے ہیں ـــــــــ اللہ اللہ آنے والے کس لگن سے آتے ہیں، کس چاہت سے آتے ہیں ـــــــــ حیران ہیں کہ در کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے رُخ کیوں پھیریں؟ ـــــــــ اللہ نے تو اسی طرف متوجہ کیا ہے، اللہ اور فرشتے خود بھی اس طرف متوجہ ہیں، ـــــــــ جو اس طرف متوجہ ہو گیا وہ اللہ کی طرف متوجہ ہو گیا ـــــــــ جو اس در سے پھر گیا وہ اللہ سے بھی پھر گیا ـــــــــ شاید رازِ محبت اُن کو نہیں معلوم جن کو معلوم ہونا چاہیئے تھا ـــــــــ بہترین بھلائی یہ ہے کہ بھائی کو اچھی باتیں بتا دی جائیں ـــــــــ قرآن کریم اور احادیث شریفہ اچھی باتوں سے معمور ہیں ـــــــــ آیئے قرآن حکیم کھولیں، احادیث شریفہ دیکھیں ـــــــــ خود بھی دیکھیں اور اپنے بھائیوں کو بھی دکھائیں ـــــــــ شاید بات سمجھ میں آجائے ـــــــــ شاید کوئی نکتہ دل میں بیٹھ جائے ـــــــــ بیقراروں کی آرزوئیں پوری ہو جائیں ـــــــــ آنسوؤں کی سوغات قبول ہو جائے ـــــــــ

○

"قبلہ" کے معنی ہیں، "وہ چیز جس کی طرف رخ کیا جائے" ـــــــــ چونکہ نماز میں بیت اللہ کی طرف رخ کرتے ہیں اس لیے اس کو "قبلہ" کہا جانے لگا ـــــــــ ہر قوم کا ایک "قبلہ" رہا ہے جس کا قرآنِ حکیم میں اس طرح ذکر کیا گیا ہے ـــــــــ
وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا (بقرہ: ۱۴۸) ـــــــــ "اور ہر کسی واسطے ایک سمت ہے (یعنی قبلہ) جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے" ـــــــــ کسی خاص سمت رخ کرنا بے مقصد نہیں، جہاں اور مقاصد ہیں، وہاں ایک یہ بھی مقصد ہے کہ ملت میں وحدت اور یکجہتی قائم رہے اور پوری قوم متحد الجہت نظر آئے ـــــــــ اسی لیے جب فرعون

Marfat.com

نے بنی اسرائیل کی زندگی اجیرن کر دی اور مسجدوں میں نماز پڑھنا ممکن نہ رہا تو ان کو قبلہ رُخ نماز پڑھنے کا حکم ہوا (یونس : ۸۷) ——— اس سے معلوم ہوا کہ سمت کے تعین میں نفسیاتی، قومی، مذہبی جغرافیائی اور تاریخی اہمیت ہے ——— سمت متعین کرنے کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ اللہ اُدھر ہی ہے دوسری طرف نہیں، ایسا خیال بھی کفر ہے ——— قرآن کریم نے اس خیال کی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا ——— وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ط (بقرہ: ۱۱۵) ——— "اور مشرق و مغرب اللہ ہی کا ہے جس طرف منہ کرو اُدھر ہی وجہُ اللہ ہے۔" ——— پھر انسان کو یہ بھی خیال آسکتا ہے شاید کسی خاص طرف مُنہ کرنے اور رُخ پھیرنے میں کوئی نیکی ہو ——— قرآن حکیم نے اس خیال کی بھی تردید فرمائی اور فرمایا ——— لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ (بقرہ: ۱۷۷) ——— "مشرق اور مغرب کی طرف تمہارا منہ کر لینا نیکی نہیں" ——— نیکی کا تعلق ایمان اور قلب کی خاص کیفیت سے ہے، ظاہر سے نہیں، اس لیے اگر کوئی صحرا میں سمت قبلہ معلوم نہ کر سکے تو جس سمت کو اس کا دل قبلہ بتائے نماز پڑھ لے، نماز ہو جائے گی کیوں کہ ہر طرف اللہ ہی اللہ ہے۔

○

بیت اللہ شریف دنیا میں سب سے پہلی عبادت گاہ اور سب سے پہلا قبلہ ہے ——— اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ (آل عمران: ۹۶) ——— "بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر ہوا، وہ ہے جو مکہ میں ہے، برکت والا اور سارے جہاں کا راہنما" ——— پھر رفتہ رفتہ دنیا والے گمراہ ہونے لگے ان پر

Marfat.com

طوفان آیا، بیت اللہ اٹھا لیا گیا ــــــــ صدیوں بعد حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام نے اللہ کے حکم سے بیت اللہ کی بنیادوں کو دوبارہ اٹھایا ــــــــ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ (بقرہ : ۱۲۷) ــــــــ "اور جب ابراہیم اور اسمٰعیل اس گھر کی بنیادیں یہ کہتے ہوئے اٹھاتے تھے، اے ہمارے رب! ہم سے قبول فرما بیشک تو ہی ہے سنتا جانتا" ــــــــ جب یہ دونوں بنیادیں اٹھا رہے تھے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد آمد کی دعا مانگ رہے تھے ــــــــ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ (بقرہ : ۱۲۹) ــــــــ "اے ہمارے رب! اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمائے، بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا" ــــــــ حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل علیہما السلام کا بیت اللہ کی بنیادیں اٹھانا اور بنیادیں اٹھاتے وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد فرمانا اور آپ کے لیے دعا کرنا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں تھا اسی لیے آپ فرماتے تھے ــــــــ

"میں ابراہیم کی دعا ہوں" ــــــــ (البدایہ والنہایہ، ج ۲، ص ۲۷۵) ــــــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اولاد اسمٰعیل (علیہ السلام) سے تھے اور آپ کی نگاہ کرم بیت اللہ ہی پر تھی، جب ۱۰ نبوت میں آپ نے نبوت کا اعلان فرمایا اور نماز فرض ہوئی تو بیت اللہ ہی مسلمانوں کا پہلا قبلہ قرار پایا ــــــــ اعلان نبوت سے قبل بھی اہل مکہ کی عبادت گاہ بیت اللہ ہی تھا گو اس کو بتوں اور مقدس ہستیوں کی تصاویر سے آلودہ کر دیا گیا تھا ــــــــ قبلہ قرار پانے کے بعد مسلمان اس سمت سجدہ کرتے تھے۔ مگر دیکھنے والوں پر یہ راز نہ کھلا تھا کہ سجدہ کرنے والے بیت اللہ کی سمت قدیم عادت کی بنا پر سجدہ

Marfat.com

کر رہے ہیں یا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی میں سجدہ کر رہے ہیں؟ کیونکہ قبلے سے مقصود خود بیت اللہ نہیں بلکہ آپ کی اطاعت و پیروی ہے ـــــــ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (نساء : ۸۰) ـــــــ "جس نے رسول کی اطاعت کی بیشک اُس نے اللہ کی اطاعت کی" ـــــــ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ معظمہ میں رہے بیت اللہ ہی قبلہ رہا ـــــــ ۶۲۲ء میں جب آپ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو پہلے ہی سال بیت اللہ کے بجائے بیت المقدس قبلہ قرار پایا جو تقریباً ۱۷ ماہ تک رہا ـــــــ اس تبدیلی سے دیکھنے والوں کو مہاجرین کی استقامت اور حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے کمالِ اُلفت و محبت کا حال معلوم ہو گیا ـــــــ تیرہ برس جو قبلہ رہا اُس کو حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت کی خاطر آن کی آن میں بلا چون و چرا چھوڑ دیا گیا ـــــــ سب کے رُخ بیت اللہ سے بیت المقدس کی طرف پھر گئے ـــــــ مگر منافقین کا حال ظاہر ہو گیا ـــــــ جیسا کہ عرض کیا گیا تقریباً ۱۷ ماہ تک بیت المقدس قبلہ رہا۔ اہلِ مدینہ خوش تھے کیونکہ ظہورِ اسلام سے قبل ان کا قبلہ "بیت المقدس" ہی تھا ـــــــ لیکن انصارِ مدینہ (جو یہودیت اور نصرانیت کو چھوڑ کر مسلمان ہوئے تھے) کے دل کا حال نہیں کھلا تھا کہ وہ بیت المقدس کی طرف سجدہ اس لیے کر رہے ہیں کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا رُخ اس طرف ہے یا سابقہ عادت کی وجہ سے سجدہ کر رہے ہیں ـــــــ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ گرامی بیت اللہ کی طرف تھی ـــــــ ۲ھ / ۶۲۴ء میں ایک روز نماز ہی میں یہ آرزو دل میں لیے بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھاتے، کاش بیت اللہ قبلہ ہو جائے ـــــــ دلوں کا حال جاننے والے نے آن کی آن میں محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا پوری کر دی ـــــــ اچانک وحی نازل ہوئی ـــــــ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ

Marfat.com

فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهٗ ط الآیہ (بقرہ : ۱۴۴) ـــــــ "بیشک ہم تمہارے چہرے کا آسمان کی طرف بار بار اٹھنا دیکھ رہے ہیں تو ہم ضرور تم کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس میں تمہاری خوشی ہے۔ ابھی مسجد حرام کی طرف اپنا منہ پھیر لو اور (اے مسلمانو!) تم جہاں ہو اسی طرف منہ پھیر اکرو" ـــــــ ؎

اے زہے شانِ عبدیت تری!

تو جدھر ہے، اُدھر خدائی ہے

تحویل قبلہ نے ایک طرف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کو عالم آشکار کیا تو دوسری طرف دلوں کے راز کھول دیئے ـــــــ مومن و منافق الگ ہو گئے ـــــــ انسان کی فطرت ہے صدیوں کی عادت آنِ واحد میں نہیں چھٹتی ـــــــ دلوں میں چور چھپے رہتے ہیں ـــــــ اللہ تعالیٰ نے روز اول ہی کھرا اور کھوٹا الگ کر دیا ـــــــ

تحویل قبلہ نے یہود و نصاریٰ اور ان منافقین کو مضطرب کر دیا جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت میں نہیں بلکہ عادۃً بیت المقدس کی طرف سجدہ کر رہے تھے ـــــــ ان کے دل کے چور ظاہر ہو گئے اور اعتراضات ہونے لگے ـــــــ سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوا عَلَيْهَا ط قُلْ لِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ط الآیہ (بقرہ : ۱۴۲) ـــــــ "بیوقوف کہیں گے، مسلمان جس قبلہ پر تھے کس بات نے ان کو اس قبلے سے پھیر دیا؟ تم کہدو مشرق و مغرب تو اللہ ہی کا ہے" ـــــــ یعنی جب ہر سمت اسی کی ہے تو ایک سمت کو چھوڑ کر دوسری سمت منہ کرنے پر اعتراض کرنا سراسر حماقت ہے ـــــــ پھر دوسری جگہ فرمایا کہ بات قبلہ کی نہیں، بات تو ضد بحث کی ہے حالانکہ آپ کو اس طرح جانتے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو (بقرہ : ۱۴۶)

توریت میں آپ کی ایک نشانی یہ بتائی گئی تھی کہ آپ دو قبلوں کی طرف یکے بعد دیگرے

Marfat.com

رُخ کرکے نماز پڑھیں گے ـــــــ گویا قبلہ کا بدلا جانا آپ کی نبوّت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی جو ظاہر ہوئی مگر ضد کا عالم یہ ہے کہ اگر آپ اہل کتاب کے پاس ساری نشانیاں لے آئیں تو وہ آپ کے قبلے کو نہ مانیں (بقرہ : ۱۴۵) ـــــــ تحویلِ قبلہ کی پہلی حکمت تو معلوم ہوگئی مگر دوسری حکمت جس کی پہلی حکمت فرع ہے نہایت ہی اہم اور قابلِ توجہ ہے۔

انسان کو یہ گوارا نہیں کہ جو چیز اُس کی قومیّت ، مذہب بلکہ اُس کے وجود کی بنیاد، علامت اور نشانی ہو اُس سے اُس کو جدا کرکے اس کی بنیادیں ہلا دی جائیں ـــــــ سارے عالم میں فساد اسی جذبۂ قومیت کی وجہ سے ہے ـــــــ اپنے قومی آثار میں سے ادنیٰ چیز بھی کوئی چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ـــــــ مگر جب کسی سے محبت کی جاتی ہے تو ساری بنیادیں ہل جاتی ہیں ـــــــ اگر کسی محبت کرنے والے نے، محبوب کی خاطر اپنی محبوب چیزوں کو نہ چھوڑا ، اس نے محبت کرتی نہ جانی اور محبوب کی قدر نہ پہچانی ـــــــ اللہ تعالیٰ قبلہ کو تبدیل کرکے عاشقوں کے دل کی اس کیفیت کو دکھانا چاہتا ہے ـــــــ کس نے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر برسوں کے قبلہ کو چھوڑ کر اُس کو قبلہ بنایا جس کو محبوب نے قبلہ بنایا ـــــــ کس کی نظر محبوب پر رہی ؟ ـــــــ کس کی نظر قبلہ پر رہی ؟ ـــــــ کامیاب ہوا جس کی نظر محبوب پر رہی ، نامراد ہوا جس کی نظر قبلہ پر رہی ـــــــ سنیئے سنیئے ، رازِ محبت سے پردہ اٹھایا جا رہا ہے ـــــــ

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَاۤ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْهِ ؕ (الآیہ) (بقرہ ، ۱۴۳)

ـــــــ "اور جس قبلہ پر آپ تھے وہ ہم نے اس لیے مقرر کیا تھا کہ یہ دیکھیں کون آپ کے پیچھے پیچھے چلتا ہے اور کون اُلٹے پاؤں پھر جاتا ہے ؟" ـــــــ یعنی کون آپ کی اطاعت میں بیت المقدس کی طرف سجدہ کرتا ہے اور کون آپ کو چھوڑ

Marfat.com

کر بیت اللہ کی طرف سجدہ کرتا ہے ــــــــ مدینہ منورہ سے بیت المقدس شمال کی طرف ہے اور بیت اللہ جنوب کی طرف ــــــــ شمال سے الٹے پاؤں پھرنے والا جنوب ہی کی طرف جائے گا یعنی بیت المقدس سے منہ پھیرنے اور آپ کی اطاعت نہ کرنے والا بیت اللہ ہی کی طرف جائے گا ــــــــ مگر اللہ کو یہ بات پسند نہیں کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر نہ رکھی جائے اور صرف وصرف قبلہ کی طرف نظر رکھی جائے۔

ــــــــ اصل مقصود تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و پیروی ہے ــــــــ

بیت اللہ اس لیے قبلہ ٹھہرا کہ وہ آپ کا منظور نظر تھا ــــــــ

ہم اس فکر میں ہیں کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سامنے ہوں تو رُخ آپ کی طرف کریں یا قبلہ کی طرف ــــــــ دعا کے لیے ہاتھ آپکی طرف اٹھائیں یا قبلہ کی طرف؟ ــــــــ مگر جب مذکورہ آیت کریمہ اور مشکوٰۃ شریف کی یہ حدیث پاک سامنے آتی ہے تو سارے وسوسے اور اندیشے کافور ہو جاتے ہیں ــــــــ وَعَنْ

اِبْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَمِّهٖ اَبِيْ خُزَيْمَةَ اَنَّهٗ يَرٰى فِيْمَا يَرَى النَّائِمُ اَنَّهٗ سَجَدَ عَلٰى جَبْهَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَاضْطَجَعَ لَهٗ وَقَالَ صَدِّقْ رُؤْيَاكَ فَسَجَدَ عَلٰى جَبْهَتِهٖ

(مشکوٰۃ شریف، ج ۲، ص ۲۸۷) ــــــــ "ابن خزیمہ بن ثابت سے روایت ہے کہ انکے چچا حضرت ابو خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب دیکھا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی پر سجدہ کر رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خواب عرض کیا، آپ لیٹ گئے اور فرمایا ــــــــ "اپنا خواب سچا کر لو" چنانچہ انہوں نے آپ کی مبارک پیشانی پر سجدہ کیا" ــــــــ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نقش پا سجدہ گاہ بن سکتا ہے (البقرہ : ۱۲۵) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک پیشانی سجدہ گاہ کیوں نہیں بن سکتی؟ ــــــــ حضرت ابو خزیمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے

Marfat.com

تاجدار دو عالم حضور انور صلی علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کیا۔ ـــــــ سُبحان اللہ!

ـــــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم قبلۂ محبت ہیں ـــــــ اللہ نے آپ کو قبلہ بنایا

ـــــــ سنیئے سنیئے، قرآن کیا کہہ رہا ہے۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُ

كُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۨاقْتَرَ

فْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ

اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا

حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○

(توبہ: ۲۴) ـــــــ ''آپ کہہ دیجئے اگر تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں تمہارے عزیز رشتہ دار، تمہاری جمع پونجی، تمہاری تجارت جس کے نقصان کا تم کو کھٹکا لگا رہتا ہے، تمہارے من بھاتے مکانات (یہ سب) تم کو اللہ و رسُول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ محبوب ہوں تو اللہ کے حکم کا انتظار کرو، بیشک اللہ سرکشوں کو ہدایت نہیں دیتا۔'' ـــــــ آیت کریمہ میں اس کو سرکش کہا گیا ہے جو آپ سے منہ پھیرتا ہے کیونکہ منہ پھیرنا محبت و ادب کے منافی ہے اور آیت میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے کمال محبت و ادب کا مطالبہ کیا گیا ہے ـــــــ تمام فرشتوں کو حکم ہوا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اور حکم دینے والا وہ لاشریک لہٗ تھا ـــــــ وَاِذْ قُلْنَا

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ط الآیہ (بقرہ: ۳۴)

ـــــــ ''اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب سجدے میں گر پڑے مگر شیطان، اُس نے نہ مانا'' ـــــــ شیطان نے پیٹھ پھیر لی اور مردود ازلی ٹھہرا ـــــــ قرآن کریم میں اس واقعہ کا بار بار ذکر کیا گیا ہے ـــــــ سورۂ اعراف میں (آیت نمبر ۱۱)، سورۂ اسراء میں (آیت نمبر ۶۱) سورہ کہف میں (آیت نمبر ۵۰) سورۂ طٰہٰ میں (آیت نمبر ۱۱۵) اور سورۂ حجر میں (آیت نمبر ۲۹) فرمایا کہ کوئی فرشتہ نہ بچا سب ہی نے

Marfat.com

سجدہ کیا ــــــ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ○ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ○ (حجر: ۲۹-۳۰)

ــــــ "تو جب میں اسے ٹھیک کر لوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں تو اس کے لیے سجدہ میں گر پڑنا تو جتنے فرشتے تھے سب کے سب سجدہ میں گرے"

ــــــ حضرت آدم علیہ السلام امین نور مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے ــــــ اللہ تعالیٰ نے تعظیم و تکریم کے لیے سب فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا اور سب ہی نے سجدہ کیا ــــــ غالباً اسی وجہ سے حافظ ابن قیم نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں حاضری کے وقت زائرین کو مواجہ شریف میں تذلل وانکساری اور سر جھکانے کی ہدایت کی ہے ــــــ کیا خوب کہا ہے :-

فَیَقُوْمُ دُوْنَ الْقَبْرِ وَقْفَةَ خَاضِعٍ
مُتَذَلِّلٍ فِی السِّرِّ وَالْاِعْلَانُ

(ترجمہ) پھر قبر انور کے سامنے اس طرح ادب سے کھڑے ہوں کہ ظاہر و باطن میں مکمل خشوع و خضوع اور تذلل و انکساری ہو۔

فَکَاَنَّهٗ فِی الْقَبْرِ حَیٌّ نَاطِقٌ
وَالْوَاقِفُوْنَ نَوَاکِسُ الْاَذْقَانُ

(شفاء الفواد، ص ۱۸۳)

(ترجمہ) آپ قبر انور میں زندہ ہیں اور کلام فرماتے ہیں، آپ کی خدمت میں حاضری دینے والے سر جھکائیں۔

مسلمان مانگنے کے لیے تو ہر کسی کے آگے ہاتھ پھیلا دیتا ہے مگر جھکتا اللہ ہی کے سامنے ہے لیکن حافظ ابن قیم کہہ رہے ہیں کہ دربار رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں آنے والے بھی سر جھکائیں کہ جس نے اُن کے آگے سر جھکایا حقیقت میں اس نے اللہ ہی کے آگے

Marfat.com

سر جھکایا ——— حضرت آدم علیہ السلام کے آگے فرشتوں کا سر جھکانا، اللہ کے حضور سر جھکانا تھا کہ اللہ کے حکم سے سر جھکایا گیا، ابلیس یہ رازِ محبت نہ سمجھ سکا اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مردود ہوا ——— اُس نے اللہ کے آگے سر جھکانے سے انکار نہ کیا تھا، اس نے اللہ کے محبوب کی تعظیم و تکریم سے انکار کیا تھا ——— اس نکتے کو ذہن میں رکھنا چاہیئے ——— اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس عظیم الشان واقعہ کا ذکر صرف بطور حکایت نہیں فرمایا بلکہ اس واقعہ سے ہم کو یہ سبق دینا ہے کہ اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو پھر اللہ کے محبوب کے آگے جھکنا ہے، کسی حالت میں ان سے رُخ نہیں پھیرنا ——— بیت اللہ کو مسلمانوں کا مرکزِ توجہ بنایا مگر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا منظورِ نظر بنایا اور اپنے فرشتوں اور ایمان والوں کا مرکزِ نگاہ بنایا ——— اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (احزاب : ۵۶)

"بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی پر، اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو!" ——— ظاہر ہے کہ وہ مرکزِ توجہ زیادہ افضل ہے جو نہ صرف ایمان والوں کا بلکہ اللہ اور اس کے فرشتوں کا بھی مرکزِ توجہ ہے ——— ہم نماز میں بیت اللہ کی سمت اس لیے رُخ کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سمت رُخ مبارک کیا تھا ——— حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہی یہ ہے، جب ہم بیت اللہ کی طرف منہ کرتے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہیں ——— اللہ کو یہ بات پسند نہیں کہ کوئی اس کے محبوب سے منہ پھیر کر کھڑا ہو جائے ——— اس نے تو محبت کی شرط لگائی ہے کہ رُخ محبوب کی طرف ہو ——— قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ الآیہ (آلِ عمران : ۳۱) ——— "تم کہہ دو اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، میرے رخ پہ چلو" ——— کیوں کہ اللہ کی طرف رخ کرنا تو میں نے ہی سکھایا ہے ——— میں نے توحید کا راز تم کو بتایا

Marfat.com

ہے ــــــــ مجھ کو چھوڑ کر تم کہاں جاؤ گے ؟ ــــــــ حضرت یوسف علیہ السلام کی کٹھن گھڑی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاسدار بنے ــــــــ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَ هَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ (یوسف : ۲۴) ــــــــ رب کی برہان کون ہیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تو رب کی برہان ہیں ــــــــ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ (نساء ۴:۱۷) ــــــــ "اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی" ــــــــ ، حضرت یوسف علیہ السلام جو عکسِ جمالِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) تھے ان کو والدین اور بھائیوں نے سجدہ کیا ــــــــ وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا (یوسف : ۱۰۰) ــــــــ "اور اپنے والدین کو تخت پر اونچا بٹھایا اور سب ان کے آگے سجدے میں گر پڑے" ــــــــ غور فرمائیں عکسِ آفتاب کو سجدہ کیا جائے اور آفتابِ نبوت کے آگے دُعا کے لیے ہاتھ اٹھانا بھی جرم ٹھہرے ! ــــــــ حضور کی شان تو یہ ہے کہ نماز میں بھی یاد فرمائیں تو حاضر ہونا ہی ہوتا ہے ، ذرا تاخیر نہیں کرنی ــــــــ ایک صحابی نماز پڑھ رہے تھے ، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی ، نہ آئے ــــــــ پھر آواز دی ، نہ آئے ــــــــ تھوڑی دیر بعد حاضر ہوئے ــــــــ ارشاد ہوا دیر کیوں لگی ــــــــ عرض کی نماز پڑھ رہا تھا ــــــــ فرمایا ــــــــ کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی ــــــــ

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ

الآیہ (انفال : ۲۴) ــــــــ "اے ایمان والو ، اللہ اور اس کے رسول کا حکم بجا لاؤ جس وقت وہ تم کو اس کام کی طرف بلائیں جس میں تمہاری زندگی ہے" ــــــــ سُبحان اللہ حکم یہ ہے کہ اگر سرکار بلائیں تو نمازی قبلہ سے منہ پھیر کر اس قبلہ محبت کے حضور حاضر ہو ــــــــ کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو رہا ہے ، ارشاد کی تکمیل ہو رہی ہے اور نماز پڑھنے والا نماز میں ہے ــــــــ جب کام کر چکے تماز وہیں سے شروع کرے جہاں سے چھوڑی تھی ۔

Marfat.com

——— آپ نے مقام محبوبیت ملاحظہ فرمایا! ———

ایک اور واقعہ قابلِ توجہ ہے جس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت فرمایا ہے

——— حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایّام علالت میں ایک روز صحابہ کرام مسجد نبوی شریف میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز پڑھ رہے تھے کہ اچانک حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے کاشانۂ اقدس کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کرام کو دیکھ کر مسکرا دیئے ——— خوشی کے مارے صحابہ کرام کی نظریں نماز ہی میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف لگ گئیں، قریب تھا کہ سب نماز توڑ دیتے مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ نماز مکمل کرلو ——— پھر آپ کاشانۂ اقدس میں تشریف لے گئے اور پردہ ڈال دیا ———

یہ حدیث بخاری شریف میں موجود ہے، راوی نماز میں شریک تھے، روایت کے الفاظ سے اندازہ ہو رہا ہے کہ وہ بچشم خود ملاحظہ فرما رہے ہیں اور بیان فرما رہے ہیں، آپ بھی اس روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ اِلَيْهِمْ وَهُمْ فِيْ صُفُوْفِ الصَّلٰوةِ

(۲) ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ

(۳) فَنَكَصَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ

(۴) وَهَمَّ الْمُسْلِمُوْنَ اَنْ يَّفْتَتِنُوْا فِيْ صَلٰوتِهِمْ

(۵) فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ بِيَدِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۶) ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَاَرْخَى السِّتْرَ

(بخاری شریف: ج ۲، ص ۷۲۶، لاہور)

یہ ساری باتیں جب ہی بیان کی جاسکتی ہیں جب راوی دیکھ رہا ہو اور حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ، دوسرے صحابہ کرام کے

Marfat.com

ساتھ نماز میں شامل تھے ــــــــ کا شانۂ اقدس قبلہ سے بائیں جانب تھا، صحابہ کرام نے نماز ہی میں بائیں جانب رُخ پھیر کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی مگر کسی کی نماز نہ ٹوٹی، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ پاکر نماز مکمل کی گئی ــــــــ قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ جب آپ کی طرف رُخ پھیرنے سے نماز میں خلل واقع نہ ہوا تو دعا میں آپ کی طرف رُخ پھیرنے سے کیسے خلل واقع ہو سکتا ہے ؛ جب کہ دعا کرتے وقت قبلہ رو ہونا بھی ضروری نہیں اگر ایسا ہوتا تو آپ خطبہ جمعہ میں قبلہ کی مخالف سمت بارش کے لیے دعا نہ فرماتے ــــــــ (بخاری شریف ج ۲، ص ۹۹۴ لاہور) ــــــــ یہ باتیں نورانی عقل سے سمجھنے کی ہیں جو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پیدا ہوتی ہے ــــــــ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیاروں سے فرما رہے ہیں ــــــــ مَنْ لَمْ یَزُرْ قَبْرِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ (تقی الدین سبکی: شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، ص ۳۸) ــــــــ "جس نے میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا" ــــــــ اللہ اکبر! کس پیار سے محبت والوں کو بلا رہے ہیں! ــــــــ محبت و ادب کا تقاضا یہی ہے جو کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، دست بستہ ہو یا دعا مانگ رہا ہو، رخ آپ ہی کی طرف ہو ــــــــ آپ نے بلایا ہے، آپ کے در پہ آئے ہیں ــــــــ آپ سے منہ پھیر کر کہاں جائیں گے ؟ ــــــــ مذاہب اربعہ کے اکثر علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ زائر جب روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ حاضر ہو تو سلام اور دعا کے وقت اپنا رخ آپ ہی کی طرف رکھے۔ امام تقی الدین سبکی نے اُن مالکی، حنفی، شافعی، اور حنبلی علماء کے مفصل اقوال نقل کئے ہیں جو دعا کے وقت قبر شریف کی طرف رُخ کرنے کے قائل ہیں (امام تقی الدین سبکی: شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام، ص ۱۶۳) ــــــــ سلف صالحین کا صدیوں یہی عمل رہا اور اب بھی جنت البقیع شریف اور شہداء احد کے مزارات پہ دعا کرنے والے اسی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں، کوئی روکنے والا نہیں روکتا ــــــــ جب وہاں کوئی روک ٹوک نہیں تو اس دربار میں بدرجہ اولیٰ یہ روک ٹوک نہ ہونی چاہیئے

Marfat.com

—— ہاں یہ ضروری ہے کہ جالی شریف سے چار ہاتھ دور رہے، جالی شریف کو ہاتھ نہ لگائے، یہ سیہ کار ہاتھ اس لائق نہیں، یہ کیا کم ہے کہ سیہ کاروں اور گنہ گاروں کو اپنے حضور بلا کر سرفراز فرمایا! —— مگر ہاں ان کے پیاروں کی بات اور ہے —— حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو ملک شام میں زیارت ہوئی —— فرما رہے ہیں ——

مَا هٰذِهِ الْجَفْوَةُ يَا بِلَالُ! أَمَا آنَ لَكَ تَزُوْرَنِيْ يَا بِلَالُ! (تقی الدین سبکی: شفاء السقام بحوالہ ابن عساکر، ص ۵۶) —— "اے بلال یہ کیسی جفا ہے! کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم ہماری قبر کی زیارت کے لیے آؤ؟" —— خواب دیکھنا تھا، زیارت قبر انور کے لیے چل پڑے —— شاید زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے یہ پہلا سفر تھا جو ایک صحابی رسول نے کیا —— فَرَكِبَ رَاحِلَتَهٗ وَقَصَدَ الْمَدِيْنَةَ (ایضاً، ص ۵۶) —— "مدینہ منورہ کے ارادے سے اپنی سواری پر سوار ہوئے" —— اور جب مدینہ منورہ پہنچے —— فَأَتٰى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَبْكِيْ عِنْدَهٗ وَيُمَرِّغُ وَجْهَهٗ عَلَيْهِ (ایضاً، ۵۶) —— "تو قبر انور پر حاضر ہوئے، رو رہے تھے، آنسوؤں کی جھڑی لگی تھی اور اپنا چہرہ قبر انور سے مل رہے تھے" —— حدیث پاک میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی حاضری کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ بڑا ہی دل گداز ہے —— دل تڑپ جاتا ہے، آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں ہاں —— ہاں جس کے دل پہ گزرتی ہے وہی خوب جانتا ہے ؎

عاشق نہ شدی و محنت الفت نہ کشیدی
کس پیش تو غم نامۂ ہجراں چہ کشاید؟

Marfat.com

جو زائرین روضۂ انور کی زیارت کے لیے آتے ہیں اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا چاہتے ہیں اُن کے بارے میں مانعین کے نزدیک کئی احتمالات ہو سکتے ہیں ——— ایک احتمال تو یہ ہے کہ وہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ سمجھتے ہیں دوسرا احتمال یہ ہے کہ وہ آپ کے وسیلے سے دعا مانگنا چاہتے ہیں، تیسرا احتمال یہ ہے کہ آپ کو (معاذ اللہ) معبود و مسجود سمجھتے ہیں ———

(۱) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی تو بہت عالی ہے، قرآنِ حکیم تو ہر شے کی زندگی کا اس طرح ذکر فرما رہا ہے ——— وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ (اسراء : ۴۴) ——— "اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے" ——— کنکریاں بھی بولتی ہیں، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان بولوں کو اپنے کرم سے ابوجہل کو سنوا دیا ——— قرآن کریم میں جا بجا دنیا کی زندگی کے مقابلے میں آخرت کی زندگی کا ذکر ہے ——— اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَةِ الآیہ (بقرہ : ۸۶) ——— یہ وہی ہیں جنہوں نے دنیا کی زندگی کے بدلے آخرت کی زندگی خرید لی" ——— دوسری جگہ ارشاد فرمایا ——— لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ الآیہ (یونس : ۶۴) ——— ان کے لیے دنیا اور آخرت کی زندگی میں خوشخبری ہے" ——— اور دنیا و آخرت کی زندگی کے لیے فرمایا ——— وَمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ (عنکبوت : ۶۴) "اور یہ دنیا کا جینا تو بس دل بہلانا اور کھیلنا ہے اور زندگی تو آخرت کا گھر ہی ہے اگر ان کو سمجھ ہوتی" ——— دنیا کی موت اور زندگی ایک آنے والی اہم زندگی کے لیے آزمائش کے وسائل ہیں ——— اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا (ملک : ۲) "یہ موت و زندگی اس لیے پیدا کی گئی ہیں تاکہ ہم یہ آزمائیں تم میں کس نے

Marfat.com

اچھے کام کیے ؟" ـــــ یعنی اصل زندگی تو آزمائش کے بعد والی زندگی ہے جس کا ہمیں ادراک نہیں ـــــ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ (بقرہ : ۱۵۴) ـــــ "جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ نہ کہو، وہ تو زندہ ہیں مگر تم ان کی زندگی کی سمجھ نہیں رکھتے !" ـــــ یہ شہید جن کی زندگی کی قرآن گواہی دے رہا ہے جب مر جاتے ہیں تو ان کی بیویوں سے نکاح جائز ہے مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد آپ کی ازواجِ مطہرات سے نکاح حرام ہے ـــــ وَمَا کَانَ لَکُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَآ اَنْ تَنْکِحُوْٓا اَزْوَاجَہٗ مِنْۢ بَعْدِہٖٓ اَبَدًا ط اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمًا ○ (احزاب : ۵۳) ـــــ اور تم کو سزاوار نہیں کہ تم اللہ کے رسول کو تکلیف دو، اور نہ یہ لائق ہے کہ اُن کی ازواج سے اُن کے بعد کبھی بھی نکاح کرو، بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے ـــــ اس آیۂ کریمہ سے معلوم ہوا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی شہیدوں سے بھی ارفع و اعلیٰ ہے ـــــ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی کیا شان بیان کروں! ـــــ قرآن حکیم میں ارشاد ہو رہا ہے ـــــ فَانْظُرْ اِلٰٓی اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰہِ کَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا الآیہ (روم : ۵۰) ـــــ "اللہ کی رحمت کی نشانیوں کو تو دیکھو کہ وہ مرے پیچھے کیسے زندہ کرتا ہے !" ـــــ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ (انبیاء : ۱۰۷) ـــــ "ہم نے آپ کو دو عالم کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے" ـــــ آپ نے سارے عرب کو زندہ کر دیا پھر زندہ ہونے والوں نے ساری دنیا کو زندہ کر دیا ـــــ غور تو فرمائیں زندگی رحمت کی نشانی ہے پھر رحمت کی کیا شان ہوگی!

(۲) دوسرا احتمال یہ ہے کہ زائرین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گناہوں کی مغفرت کا وسیلہ بناتے ہیں ـــــ بیشک یہ ادب اللہ نے سکھایا ہے، کسی انسان نے

Marfat.com

نہیں سکھایا ـــــــ جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، فرشتوں سے سجدہ کرایا اور جنت میں ایک ہدایت کے ساتھ بھیجا ـــــــ مگر لغزش ہو نی تھی ہو گئی ـــــــ پھر زمین پر اتار دیا گیا ـــــــ ندامت و شرمساری کی وجہ سے صدیوں آپ روتے رہے بالآخر ـــــــ فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۝ (بقرہ: ۳۷) ـــــــ "پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے چند باتیں، بیشک وہی ہے توبہ قبول کرنے والا، مہربان" ـــــــ اللہ تعالےٰ مختارِ کل ہے جس وقت چاہتا توبہ قبول کر سکتا تھا، وہ کلمات تلقین کرنے اور اپنے حضور توبہ مانگنے کا سلیقہ سکھانے کا محتاج نہ تھا ـــــــ مگر نہیں کلمات سکھائے گئے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت کو تخلیق کے روز اول ہی آشکار کر دیا گیا ـــــــ وہ کلمات کیا تھے؟ ـــــــ سنئے سنئے۔

یَا رَبِّ ! اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَّا غَفَرْتَ لِیْ ـــــــ

(فتاویٰ ابن تیمیہ، ج ۲، ص ۱۵۰) ـــــــ "اے میرے پروردگار! تیری بارگاہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا وسیلہ دیتا ہوں کہ مجھے معاف فرما دے" ـــــــ انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کی اسی سُنت پر عمل کیا، قرآن حکیم میں اُس کا ذکر موجود ہے ـــــــ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۚ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝ (بقرہ: ۸۹) ـــــــ "اور وہ اس کے آنے سے پہلے اُس کے وسیلے سے کافروں پر فتح و نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے، پھر جب وہ جانا پہچانا آیا تو اس کو نہ مانا تو انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو" ـــــــ خود سورۂ فاتحہ میں صالحین کی راہ گزر کے وسیلے کا ذکر موجود ہے، اس کے بغیر صراطِ مستقیم کا ملنا ممکن نہیں ـــــــ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

Marfat.com

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۝ (فاتحه: ۵-۶) ——— "ہم کو سیدھے راستے چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے انعام فرمایا" ——— اللہ کو معلوم ہے کہ صراط مستقیم کیا ہے، جب اس سے مانگ رہے ہیں تو وہ ضرور صراط مستقیم پر چلا سکتا ہے، صراط مستقیم کی تشریح و تفصیل کی ضرورت نہ تھی، تشریح و تفصیل اس لیے کی گئی تاکہ کوئی مانگنے والا اللہ کے محبوبوں سے بے نیاز ہو کر ان سے پیٹھ پھیر کر نہ مانگے ——— ان کا راستہ ہی صراط مستقیم ہے ——— اس راستے کو اللہ نے اپنا راستہ فرمایا ہے ——— وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ج وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ الآیه (انعام: ۱۵۳) ———

صحابہ کرام نے بھی حضرت آدم علیہ السلام کی سُنّت پر عمل کیا ——— تمام مسلمانوں کو ہدایت کی گئی تھی ——— وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ (نساء: ۶۴) ——— "اور وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسُول یعنی آپ بھی اُن کی شفاعت فرمائیں تو بیشک اللہ کو معاف کرنے والا پائیں" ——— بروایت عتبی ایک اعرابی قبر انور پر حاضر ہوئے ——— مضطرب بیقرار اور اشکبار ——— عرض کیا ——— يَا خَيْرَ الرُّسُلِ! اِنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ عَلَيْكَ كِتَابًا صَادِقًا قَالَ فِيْهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ۝ وَاِنِّيْ جِئْتُكَ مُسْتَغْفِرًا رَبَّكَ مِنْ ذُنُوْبِيْ مُسْتَشْفِعًا فِيْهَا بِكَ (وفی روایۃ) قَدْ جِئْتُكَ مُسْتَغْفِرًا مِنْ ذَنْبِيْ مُسْتَشْفِعًا بِكَ اِلٰى رَبِّيْ ثُمَّ بَكٰى الآخرہ (تقی الدین سبکی: شفاء السقام بحوالہ ابن عساکر، ص ۶۶، المغنی، ص ۶۰۰)

——— "یا خیر الرسل! بیشک اللہ نے آپ پر سچی کتاب نازل فرمائی جس میں فرمایا ——— اور جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں، تو اے محبوب! اگر وہ تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اپنے

Marfat.com

گناہوں کی) اللہ سے معافی چاہیں اور رسول (یعنی آپ بھی) اُن کی شفاعت کریں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے ـــــــ میں اپنے رب سے اپنے گناہوں کی معافی چاہنے کے لیے حاضر ہوا ہوں اور اس کے لیے آپ کی شفاعت کا امیدوار ہوں۔
(ایک روایت میں یہ کلمات ہیں) ـــــــ "بیشک اپنے گناہوں کی معافی چاہتے اور رب سے آپ کی شفاعت کی امید سے کہ آپ کے حضور حاضر ہوا ہوں" ـــــــ پھر وہ زار و قطار رونے لگا ـــــــ

پھر راوی نے خواب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ راوی (عتبی) سے فرما رہے ہیں ـــــــ یَا عُتْبِیُّ اَلْحِقِ الْاِعْرَابِیَّ فَبَشِّرْہُ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ غَفَرَ لَہٗ (موفق الدین وشمس الدین: المغنی والشرح الکبیر علی متن المقنع فی فقہ الامام احمد بن حنبل، بیروت ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء، ص ۶۰۱-۶۰۰) ـــــــ "اے عتبی! اس اعرابی سے مل کر اس کو خوشخبری سنا دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو معاف فرما دیا" ـــــــ "بیشک سوالی بن کر اسی دربار میں آتا ہے، وہ خود فرما رہا ہے" ـــــــ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ط اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لا الآیہ (بقرہ: ۱۸۶) ـــــــ "اور جب میرے بندے تم سے میرے بارے میں پوچھیں تو میں اُن کے قریب ہوں، دعا مانگنے والا جب مجھ سے دعا کرے تو میں دعا قبول کرتا ہوں" ـــــــ بندگی کا حق جب ہی ادا ہوگا کہ رُخ آپ کی طرف ہو اور دعا اللہ سے کی جائے ـــــــ مولیٰ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی یہی ادا پسند ہے کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چاہنے والوں کے مالک و مولیٰ اور ہمدم و دمساز ہیں ـــــــ خود فرما رہے ہیں ـــــــ اَنَا اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ فَمَنْ تُوُفِّیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَتَرَکَ دَیْنًا فَعَلَیَّ قَضَاؤُہٗ وَمَنْ تَرَکَ مَالًا فَھُوَ لِوَرَثَتِہٖ (مشکوۃ باب الافلاس والانظار، ص ۲۵۲) ـــــــ "میں مومنین کا ان کی جانوں سے زیادہ

Marfat.com

مالک ہوں، اگر کوئی مرگیا اور اس نے اپنے بعد قرض چھوڑا تو اس کا ادا کرنا میرے ذمہ ہے اور اگر اس نے مال ترکہ میں چھوڑا تو وہ اس کے وارثوں کا ہے" ——— اللہ اکبر! وہ ایسے کریم ہیں کہ کچھ دینا ہو تو وہ دیں گے اور کچھ لینا ہو تو ورثاء لیں گے ——— وہ تو بے نیاز ہیں اور بے نیاز ہیں ہاں بے نیاز کے محبوب، صلی اللہ علیہ وآلہ وازواجہ واصحابہ وسلم ——— حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات تو بہت بلند ہے قرآن کریم کے مطالعہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقربین بارگاہ الٰہی کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے ——— ارشاد ہو رہا ہے ——— اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ (بنی اسرائیل: ۵۷) ——— وہ (جن و فرشتے) جن کو یہ (اہل مکہ پکارتے ہیں) وہ خود ڈھونڈتے ہیں اپنے رب تک وسیلہ کو کہ کونسا بندہ بہت نزدیک ہے اور امید رکھتے ہیں اُس کی مہربانی کی اور اُس کے عذاب سے ڈرتے ہیں" ——— اس آیت سے معلوم ہوا کہ مقربین کے وسیلے سے دعا مانگنی عین منشاء الٰہی ہے پھر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون قریب ہوگا؟

(۳) تیسرا احتمال یہ ہے کہ دعا کے لیے آپ کی طرف ہاتھ اٹھانے والا (معاذ اللہ) آپ کو معبود و مسجود سمجھتا ہے ——— محض دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے سے یہ بدگمانی کرنا بہت بڑی بدگمانی ہے ——— بیت اللہ شریف اور محراب مسجد کی طرف بھی سجدہ کیا جاتا ہے مگر کوئی اُن کو معبود و مسجود نہیں سمجھتا تو پھر محض دعا کرنے والے کی طرف سے یہ بدگمانی نہ ہونی چاہیئے ——— چاند کو دیکھ کر چاند کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا سنت ہے ——— کھانا کھانے کے بعد کھانے کی طرف منہ کر کے دعا کرنا سنت ہے ——— جنازے سے رہ جانے والے جنازے کی طرف منہ کر کے دعا کر سکتے ہیں، صحابہ نے دعا کی ہے ——— مگر کوئی یہ گمان نہیں کرتا کہ دعا کرنے والا چاند کو معبود سمجھتا ہے، کھانے

Marfat.com

کو قاضی الحاجات سمجھتا ہے اور جنازے کو حلال المشکلات (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) ——— دل کا حال اللہ جانتا ہے، وہی عالم الغیب ہے، ہم کو کیا معلوم کسی کے دل میں کیا ہے، ہم دلوں کے احوال پر حکم نہیں لگا سکتے ——— ہمیں بدگمانی سے روکا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ——— یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ ۝ (حجرات : ۱۲)

——— " اے ایمان والو! تہمتیں رکھنے سے بچتے رہو، بعض تہمتیں گناہ ہیں اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا اور پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کو بُرا نہ کہو، بھلا یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ تم میں کوئی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے، اس سے تو تم کو گھن آئے گی، اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ معاف کرنے والا، مہربان ہے" ——— جو حضرات مواجہہ شریف میں حاضر ہیں اور دعا کرنے کے لیے ہاتھ اٹھا رہے ہیں ان کے لیے یہ بدگمانی کرنا کہ وہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کو معبود و مسجود سمجھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگ رہے ہیں بہت بڑی بدگمانی ہے ——— پھر نظر داروں کا ہر پھر کے ایک ایک کی ٹوہ لگانا اس کی بھی آیت میں ممانعت ہے ——— پھر زائرین کا پیٹھ پیچھے نظر داروں کو بُرا بھلا کہنا بھی آیت کریمہ کے منافی ہے ——— شیخ محمد بن عبد الوہاب بھی ایسی بدگمانی کی اجازت نہیں دیتے، وہ اُس مخلص زائر کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں جس کا چہرہ، چہرۂ اقدس کی طرف ہے اور وہ آپ کے وسیلۂ جلیلہ سے اللہ کے حضور دعا مانگ رہا ہے ——— ابن عبد الوہاب کہتے ہیں ———

فَاَیْنَ هٰذَا مِمَّنْ یَّدْعُو اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ لَا یَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا وَّلٰكِنْ یَّقُوْلُ فِیْ دُعَائِهٖ اَسْئَلُكَ بِنَبِیِّكَ اَوْ بِالْمُرْسَلِیْنَ اَوْ

Marfat.com

بِعِبَادِكَ الصَّالِحِيْنَ اَوْ بِقَصْدِ قَبْرٍ مَعْرُوْفٍ اَوْ غَيْرِہٖ يَدْعُوْا عِنْدَهٗ لٰكِنْ لَا يَدْعُوْا اِلَّا اللّٰهِ مُخْلِصًا لَهُ الدِّيْنَ فَاَيْنَ هٰذَا مِمَّا نَحْنُ فِيْهِ الخ (فتاوی شیخ محمد بن عبدالوہاب، ج ۲، ص ۶۸) ——

"یہ شخص مشرکین میں کیسے ہو سکتا ہے جو مخلص ہو کر اللہ کو پکارتا ہے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ صرف یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! میں تجھ سے تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) یا تیرے مرسلین، یا تیرے نیک بندوں کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں یا کسی جانی پہچانی یا انجانی قبر کے پاس دعا کرتا ہے مگر پکارتا ہے اللہ ہی کو اخلاص کے ساتھ تو ایسا شخص ہماری بحث میں داخل نہیں" —— آنے والے اپنے آقا و مولیٰ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہیں —— اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دیں —— حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے احوال سے باخبر ہیں سنیئے، سنیئے وہ کیا فرما رہے ہیں —— هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِيْ هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوْعُكُمْ وَلَا رُكُوْعُكُمْ اِنِّيْ لَاَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِيْ (بخاری شریف، ج ۱، ص ۵۹) —— "کیا تم دیکھتے ہو کہ میرا قبلہ یہاں ہے، خدا کی قسم تمہارا خشوع و خضوع اور تمہارا رکوع مجھ سے پوشیدہ نہیں بیشک میں اپنی پیٹھ پیچھے بھی دیکھتا ہوں" —— خشوع کا تعلق باطن سے ہے اور رکوع کا تعلق ظاہر سے ہے، حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے باطنی اور ظاہری احوال سے باخبر ہیں —— ایسی باخبر سرکار کے حضور حاضر ہو کر پیٹھ پھیرنا کتنی بڑی جرأت ہے —— جب وہ ہم کو دیکھ رہے ہوں تو ہم کو کیا کرنا چاہیئے؟ —— ہم کو اُدھر ہی رُخ کرنا چاہیئے —— ادب کا یہی تقاضا ہے —— محبت کی یہی پکار ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں —— قَدِمَ اَيُّوْبُ السَّخْتِيَانِيُّ وَاَنَا بِالْمَدِيْنَةِ فَقُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ مَا يَصْنَعُ، فَجَعَلَ ظَهْرَهٗ مِمَّا

Marfat.com

يَلِي الْقِبْلَةَ وَ وَجْهُهُ مِمَّا يَلِيْ وَجْهَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَكٰى غَيْرَ مُتَبَاكٍ۔ (حسن کامل الملطاوی: رسول اللہ فی القرآن الکریم، قاہرہ ۱۹۷۲ء، ص ۵۰۰) ——— "ایوب سختیانی تشریف لائے اور میں مدینہ منورہ میں تھا تو میں نے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں وہ کیا کرتے ہیں؟ ——— تو انہوں نے حاضری کے وقت اپنی پیٹھ قبلہ کی سمت کی اور اپنا چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کی طرف کیا اور دل کھول کر روئے" ——— امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے مواجہ شریف میں حاضری کا سلیقہ یہ سکھایا کہ زائر ——— يَقِفُ وَظَهْرُهٗ لِلْقِبْلَةِ وَوَجْهُهٗ اِلَى الْحُضْرَةِ (رسول اللہ فی القرآن الکریم، ص ۵۰۰) ——— اس طرح کھڑا ہو کر پیٹھ قبلہ کی طرف ہو اور اس کا چہرۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب ہو" ——— اور المغنی میں بھی لکھا ہے ثُمَّ تَأْتِي الْقَبْرَ فَتُوَلِّيْ ظَهْرَكَ الْقِبْلَةَ وَتَسْتَقْبِلُ وَسَطَهٗ وَتَقُوْلُ الآخرہ۔ (المغنی، بیروت ۱۹۸۲ء ص ۶۰) ——— "پھر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر آؤ اور اپنی پیٹھ کو قبلہ کی طرف کر دو اور قبر انور کے درمیان میں اس کی جانب منہ کر دو پھر کہو" الخ ——— خلیفہ ابو جعفر منصور (م ۱۵۸ھ) نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا ——— يَا اَبَا عَبْدَ اللهِ أَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَ اَدْعُوْا اَمْ اَسْتَقْبِلُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ (الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی، قاہرہ ۱۳۶۹ھ / ۱۹۵۰ء ص ۳۳) ——— "اے ابا عبد اللہ اجب میں (روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے دعا کروں تو اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کروں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب؟" ——— اس سوال کے جواب میں حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے جو روح پرور جواب عنایت فرمایا وہ سننے اور دل میں رکھنے کے قابل ہے ———

آپ نے فرمایا ——— لِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيْلَتُكَ وَوَسِيْلَةُ أَبِيْكَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى اللهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ

Marfat.com

بَلْ اَسْتَقْبِلْهُ وَ اسْتَشْفِعْ بِہٖ فَيُشَفِّعَهُ اللّٰهُ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ الآیہ (الشفاء، ص ۴۳) ——— "تو اپنا منہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ پھیر، ارے وہ اللہ کی بارگاہ میں قیامت کے دن تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا وسیلہ ہیں ——— آپ کی طرف رُخ کر کے آپ سے شفاعت کا سوال کر، اللہ تعالیٰ آپ کی شفاعت قبول فرماتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ" الآیہ" ——— امام نووی نے بھی امام مالک رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے ——— اِذَا اَرَادَ الرَّجُلُ اَنْ يَّاتِیَ قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْتَدْبِرِ الْقِبْلَةَ وَ يَسْتَقْبِلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ يُصَلِّیْ عَلَيْهِ وَيَدْعُوْا (شفاء السقام، ص ۱۲۹، بحوالہ نووی، روس المسائل) ——— "جب کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کی زیارت کے لیے آئے تو وہ قبلہ کی طرف پیٹھ کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منہ کرے اور آپ پر درود و سلام پیش کرے اور دُعا کرے۔" ——— ابن تیمیہ بھی یہی لکھتے ہیں کہ حاضری کے وقت سلام عرض کرے اور دعا کرے البتہ قبر انور کو مس نہ کرے (کہ یہ ادب کے خلاف ہے) (اقتضاء الصراط المستقیم، ص ۳۹۶) ———

یہی باتیں شیخ احمد رضا خاں بریلوی نے بھی کہی ہیں، انہوں نے زائر کو یہ نصیحتیں کی ہیں۔

۱۔ خبردار جالی شریف کو بوسہ دینے یا ہاتھ لگانے سے بچو کہ خلافِ ادب ہے بلکہ چار ہاتھ فاصلے سے زیادہ قریب نہ ہو جاؤ۔

۲۔ قبر کریم کو ہرگز پیٹھ نہ کرو۔

۳۔ روضہ اقدس انور کا نہ طواف کرو، نہ سجدہ، نہ اتنا جھکنا کہ رکوع کے برابر ہو۔

(انوار البشارہ فی مسائل حج والزیارہ (۱۳۲۹ھ) لاہور، ص ۴۷-۴۸) اس دربار کا ادب یہی ہے کہ نہ دعا کے وقت پیٹھ پھیرے اور نہ جذبات سے مغلوب ہو کر جالی شریف کو ہاتھ لگائے ——— یہ گنہگار ہاتھ اس لائق کہاں!

Marfat.com

ہاں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار بڑے ادب کا دربار ہے ——— ایمان کا مدار ہی آپ کی تعظیم و تکریم پر ہے ——— صحابہ نے کبھی آپ کی موجودگی میں آپ سے پیٹھ نہ پھیری ——— ان کا رُخ تو نماز میں بھی آپ ہی کی طرف رہتا تھا۔ انہوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ——— ان کی شان تو یہ ہے کہ جب کوئی قبلہ رُخ نماز میں مشغول ہو اور وہ آواز دیں تو قبلہ سے پیٹھ پھیر کر آپ کی آواز پر لبیک کہنا فرض ہے ——— اس حقیقت پر قرآن گواہ ہے ——— کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس بات کو پسند کریں گے کہ اس کے چاہنے والے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پیٹھ پھیر کر کھڑے ہو جائیں، ہرگز نہیں ——— یقیناً یہ عمل اللہ و رسول کی ایذا کا باعث ہو گا اور اللہ و رسول کو ایذا دینا کوئی معمولی بات نہیں ——— بہت بڑی بات ہے ——— ان کی سرکار تو عالی ہے ——— کسی بادشاہ کے دربار میں، بادشاہ سے پیٹھ پھیر کر کوئی نماز بھی پڑھنے لگے تو یقیناً اس کو آداب شاہی کے خلاف سمجھا جائے گا ——— نماز پڑھنے والے کو دربار سے ہٹا دیا جائے گا، ہرگز اجازت نہ دی جائے گی کہ وہ بادشاہ کے سامنے پیٹھ پھیر کر نماز پڑھتا رہے ——— جب دنیوی بادشاہوں کے دربار کا یہ عالم ہے تو اس دربار کا کیا عالم ہو گا جہاں خود احکم الحاکمین متوجہ ہونے کا حکم دے رہا ہے ——— صدیوں ہمارے اسلاف و اکابر کا یہی عمل رہا، ائمہ اربعہ بھی اس پر متفق ہیں کہ جب روضہ شریف کے سامنے دعا کرنے والا دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو چہرہ سرکار کی طرف رہے ——— اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سچوں کے ساتھ رہنے کی ہدایت فرمائی ہے ——— یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور سچوں کے ساتھ رہو" (توبہ: ۱۱۹) ——— کہ سچے گمراہ نہیں ہو سکتے ——— اسی میں سعادت ہے کہ قرآن و حدیث کی پیروی کریں اور صالحین کے راستہ

Marfat.com

پر چلتے رہیں ۔

ہاں جو شب و روز حضور میں حاضر ہیں اُن کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے ، کیسا کرم فرمایا اُس نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب عطا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے جس کی اطاعت کا انبیاء علیہم السلام سے عہد لیا پھر ہر نبی نے اپنی اپنی اُمت میں اس کے ذکر و اذکار کیئے ——— اور حضرت عیسٰی علیہ السلام نے آخری محفل سجائی اور بھری محفل میں اعلان فرمایا ——— وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ط (صف : ۶) ——— " اس نبی کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئے گا اور جس کا نام "احمد" ہوگا" ——— ہاں صدیوں سے جس کا انتظار تھا وہ نبی آگیا ——— اس کے جوار میں رہنے والوں کو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے جو ہزار تمناؤں اور آرزوؤں کے بعد شاید زندگی میں ایک بار آئے ہیں ——— اُن کے دل میں محبت کی آگ سلگ رہی ہے ؎

هَلِ الْحُبُّ اِلَّا زَفْرَةٌ بَعْدَ زَفْرَةٍ

وَحَرٌّ عَلَى الْاَحْشَاءِ لَيْسَ لَهٗ بَرْدٌ

ان کو صحابی رسول حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کی سُنت پر عمل کرتے دیکھئے ———

ان کو عاشق دل فگار اعرابی کی سُنت پر عمل کرتے دیکھئے ——— ذرا غور تو فرمائیں ہمارے گھروں میں ٹی۔ وی اور ڈش انٹینا نے کیا قیامت ڈھا رکھی ہے ——— گھر گھر لوگ محرمات و منکرات دیکھنے میں مگن ہیں ——— ایسے ماحول میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہ یہ نظر داریاں ، یہ پابندیاں انسان کو حیرت میں ڈالے دیتی ہیں ——— تہذیب جدید نے ہمارے چہرے منکرات و فواحش کی طرف پھیر دیئے ——— ہم مواجہہ شریف سے رُخ پھیر رہے ہیں ! ——— سچ تو یہ ہے کہ جس نے اس طرف رُخ کیا وہ اللہ کا ہو گیا ، جس نے اس دربار سے منہ پھیرا وہ کہیں کا نہ رہا غیر اللہ کی محبت میں گرفتار ہو گیا ——— اللہ تعالیٰ ہم کو

Marfat.com

اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ رکھے، آپ کی محبت میں ہمارا خاتمہ فرمائے اور آپ کے زیرِ داماں ہمارا حشر فرمائے۔ آمین اللھم آمین! ؎

يَا اَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرٰى

جُدْ لِيْ بِجُوْدِكَ وَارْضِنِيْ بِرِضَاكَ

بیشک، وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○ (توبہ: ۶۲)

(اور اللہ اور رسول کا حق زیادہ تھا کہ ان کو راضی کرتے، اگر وہ ایمان رکھتے تھے)

۲۱ ذوالحجہ ۱۴۱۵ھ
۱۲ مئی ۱۹۹۵ء

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ
۲/۱۷۔ سی، پی۔ ای۔ سی۔ ایچ سوسائٹی
کراچی (سندھ) اسلامی جمہوریۂ پاکستان۔

ھدیہ ۱۰ روپے

Marfat.com

ادارہ مسعودیہ کراچی Idara-e-Mas'udia, Karachi

اور سچوں کے ساتھ ہوجاؤ